# ہمیں ڈائنوسار اور انسانوں کے فوسل ساتھ ساتھ کیوں نہیں ملے؟

از: بوڈی ہوج
مترجم: شبانہ سرفراز
نظر ثانی و تدوین: ندیم میسی

**عرصہ دراز سے یہ کہا جاتا ہے کہ انسانوں اور ڈائنوساروں کے فوسل کہیں بھی اکٹھے نہیں پائے گئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کبھی ساتھ ساتھ نہیں رہتے تھے۔ بوڈی ہوج اِس مبالغہ آمیز دلیل سے اتفاق نہ کرتے ہوئے اِسے چیلنج کرتے ہیں**

بائبلی تخلیق کے قائل لوگ اِس بات پر یقین رکھتے ہیں انسان اور ڈائنوسار ایک ہی وقت اور زمانے میں ساتھ ساتھ رہے ہیں کیونکہ خُدا جو خود ایک چشم دید گواہ ہے بیان کرتا ہے کہ اُس نے چھٹے دِن انسان اور خشکی کے جانوروں کو تخلیق کیا (پیدایش 1 باب 24 تا 31 آیات)۔ ڈائنوسار خشکی کے جانور ہیں اسلئے منطقی طور پر وہ بھی چھٹے دِن ہی تخلیق کئے گئے تھے۔

اس کے برعکس کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو پیدایش کی کتاب کے اِس سادہ سے بیان کو نہیں مانتے، اِن میں بہت سارے غیر مسیحی اور کئی ایک ایسے مسیحی بھی ہیں جو خُدا کے کلام پر سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ چٹانیں اور فوسل زمین کی کئی ملین سالوں کی تاریخ کی نمائندگی کرتے ہیں اور یہ کہ انسان اور ڈائنوسار کبھی بھی ایک ہی زمانے میں ساتھ ساتھ اکٹھے زندگی بسر نہیں کرتے تھے۔

> اگر انسان اور ڈائنوسار ایک ہی وقت میں اکٹھے زندگی گزارتے رہے ہیں تو پھر ہمیں انسانوں اور ڈائنوساروں کے فوسل اکٹھے کیوں نہیں ملے؟

زمین کے کئی ملین سال قدیم ہونے کے نظریے کے حامی اکثر بحث کرتے ہیں کہ اگر انسان اور ڈائنوسار ایک ہی وقت میں اکٹھے زندگی گزارتے رہے ہیں تو پھر زمین کی تہوں میں ہمیں اُن کی ہڈیاں کھدائی کے دروان اکٹھی کیوں نہیں ملی ہیں؟ چونکہ کسی کو بھی انسان کے فوسلوں کا ڈائنوسار کے فوسلوں کے ساتھ ایک ہی طرح کی زمینی تہوں (جنہیں یہ لوگ Cretaceous، Jurassic اور Triassic کے نام سے بیان کئے جانے والے ادوار سے منسوب کرتے ہیں) میں اکٹھے ملنے کے حتمی ثبوت نہیں ملے، لہذا وہ کہتے ہیں کہ انسان اور ڈائنوساروں کی اِس زمین پر موجودگی کے ادوار میں کئی ملین سالوں کا وقفہ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کبھی اِس زمین پر اکٹھے نہیں رہتے رہے۔ پس زمین کے قدیم ہونے کے نظریے کے حامی بہت اچھا سوال اُٹھاتے ہیں: کہ اگر انسان اور ڈائنوسار ایک ہی وقت میں اکٹھے زندگی گزارتے رہے ہیں تو پھر ہمیں انسانوں اور ڈائنوساروں کے فوسل اکٹھے کیوں نہیں ملے؟

ہمیں زمین کی اُن تہوں کے نیچے سے انسانی فوسل ملے ہیں جن کے بارے میں تخلیق کے حامی ماہرین کا خیال ہے کہ وہ طوفانِ نوح کے بعد کی ہیں۔ اِن لوگوں میں سے زیادہ تر طوفان نوح کے بعد زمین میں دب گئے تھے اور کچھ بابل کے بُرج کی تعمیر کے وقت کے ہیں جب زبانوں میں اختلاف پڑا اور انسان زمین پر مختلف علاقوں میں بکھر گئے۔ پس یہ حقیقت ہے کہ انسان اور ڈائنوسار کے فوسل ہمیں ابھی تک زمین کی ایک ہی سی تہوں میں نہیں ملے۔ لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے کئی ملین سال پرانے ہونے پر یقین رکھنے والے درست ہیں؟

## فوسل ریکارڈ سے ہمیں کس قسم کی معلومات ملتی ہیں؟

پہلا مسئلہ تو اِس بات پر غور کرنا ہے کہ ہمیں دراصل فوسل ریکارڈ سے کس قسم کی معلومات ملتی ہیں

- فوسلوں کا 95 فیصد حصہ تو کم گہرے پانی کے نامیاتی اجسام پر مشتمل ہے جیسے کہ مونگے اور پترا مچھلی وغیرہ۔
- بقیہ 5 فیصد کا 95 فیصد حصہ کائی اور پودوں پر مشتمل ہے۔
- اور اُس کے بقیہ 0.25 فیصد کا 95 فیصد غیر فقاریہ (ریڑھ کی ہڈی کے بغیر) جانوروں پر مشتمل ہے۔
- اور پھر اس کا بھی بقیہ 0.0125 فیصد زیادہ تر غیر فقاریہ جانوروں پر مشتمل ہے جن میں زیادہ تر مچھلیا ہیں۔ (95 فیصد غیر زمینی فقاریہ جانوروں میں قریباً ایک ہڈی پائی جاتی ہے اور 95 فیصد ممالیا کے فوسلوں کا تعلق عہد یخ سے ہے جو طوفانِ نوح کے بعد وقوع پذیر ہوا۔

دوسری مخلوقات کے مقابلے میں ڈائنوساروں کے فوسلوں کی تعداد قدرے کم ہے۔ اب چونکہ طوفانِ نوح ایک بحری آفت تھی تو ہمیں یہی توقع رکھنی چاہیے کہ اِس کے نتیجے میں بحری مخلوقات کے فوسلوں کی تعداد دوسرے جانوروں کی نسبت زیادہ ہوگی۔ اور حقیقت میں ہے بھی ایسا ہی۔ غیر فقاریہ جانور دوسرے جانوروں کی طرح بہت عام نہیں ہیں۔ اب یہ ایک قابل فہم بات ہے اور ہمیں یہ سمجھنے میں مدد بھی کرتی ہے کہ ریکارڈ میں غیر فقاریہ اور دیگر جانوروں بشمول ڈائنوساروں کے فوسلوں کی شرح فیصد اِس قدر کم بلکہ بحری جانوروں کی تعداد سے اِس قدر مغلوب کیوں ہے؟ لیکن پھر بھی اس سے یہ واضع نہیں ہوتا کہ آخر رسوبی چٹانوں میں انسانی فوسل دریافت کیوں نہیں ہوئے۔[1]

## کیا طوفان نوح سے پہلے کے انسان مکمل طور نابود ہو گئے تھے؟

پیدایش 6 باب 7 آیت اور پیدایش 7 باب 23 آیت میں خُدا کے انسان کو طوفان کے ذریعے سے مٹا ڈالنے یا مار مٹانے کا ذکر ملتا ہے۔ کچھ لوگ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ اِس بات کا مطلب انسان کو تمام ثبوتوں سمیت روی زمین سے مٹا ڈالنا ہے۔ تاہم یہ مکمل طور پر درست نہیں ہے۔ ایک عمیق مطالعہ کے بعد فوؤلٹس (Fouts) اور وائز (Wise) نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ عبرانی لفظ hxm (ماہا) کے معنی اِس طور پر مٹا ڈالنے یا تباہ کر دینے کے لئے جا سکتے ہیں جس میں پیچھے کچھ ثبوتوں کے بچ رہنے کا امکان قدرے ممکن ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

> اگر چہ ماہا (Maha) کا بہتر ترجمہ نابود کرنا، صفایا کرنا، یا تباہ کرنا ہے لیکن اِس کا مطلب پیچھے کسی طرح کے ثبوت چھوڑے بغیر مکمل طور پر کسی چیز کا خاتمہ کر دینا ہرگز نہیں ہے۔ بائبل میں ماہا (Maha) لفظ کو ہر اُس جگہ استعمال کیا گیا جہاں پر کسی چیز کے نیست و نابود، تباہ یا برباد ہونے کا تعین کیا جاتا ہو، جہاں پر جاری و ساری زندگی کو حذف کیا گیا ہو، یا پھر تباہ شدہ چیز کے وجود کی نشاندہی کی گئی ہو۔ حتیٰ کہ علم الہیات کے میدان سے سوچ بچار بھی یہی رائے پیش کرتی ہے کہ گناہ کو مٹا ڈالنے میں شہادتی باقیات کے بچ جانے کے امکانات کا تصور واضح ہے (جیسے کہ نتائج، نشانات، گناہ آلود فطرت وغیرہ)[2]

اِس سب کی روشنی میں یہ ممکن ہے کہ طوفان نوح کے دور کے انسانی فوسل ابھی بھی موجود ہوں لیکن ابھی تک دریافت نہ کئے جا سکے ہوں۔

پس کیا ہمیں زمین کی اُن تہوں میں جہاں پر ڈائنوساروں کے فوسل پائے گئے ہیں انسانی فوسل بھی ملنے چاہییں؟ اِس بات کا مزید جواب دینے کے لئے ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ درحقیقت دریافت کردہ فوسل ریکارڈ سے ہمیں ابھی تک کیا حاصل ہوا ہے، اِس بات کا کتنا امکان ہے کہ انسان بھی دب کر فوسلوں کی شکل اختیار کر گئے ہونگے، اُنکی تقسیم کے تعلق سے غیر معمولی بات کیا ہے اور سیلابی رسوب کس قدر تھا۔

## کیا انسان بھی دوسری مخلوقات کی طرح فوسلوں میں تبدیل ہو گئے تھے؟

فوسل سازی شاذ و نادر وقوع پذیر ہونے والی چیز ہے خاص طور پر انسانوں کے حوالے سے جو بہت متحرک ہوتے ہیں۔ زمین کو پانی سے ڈھانپنے کے لئے طوفان نوح کے وقت جب ہفتوں بارش ہوتی رہی تو اِس وقت بہت سے لوگوں نے کشتی نما کچھ چیزوں کا سہارا لیا ہوگا، پانی میں تیرنے والی چیزوں پر چڑھنے کی کوشش کی ہوگی اور اِس طرح کے کئی دیگر کام کرنے کی کوشش کرتے رہے ہونگے۔ اُن میں سے کچھ اونچے مقامات پر چڑھ گئے ہونگے۔ اگر چہ وہ وہاں پر زیادہ دیر تک زندہ نہ بچ سکے ہونگے اور آخر کار تباہ ہو گئے ہوں گے مگر اُنہوں نے فوسلوں کی شکل نہیں اختیار کی ہوگی۔

زیادہ تر صورتوں میں مُردہ چیزیں گل سڑ کر تحلیل ہو جاتی ہیں یا پھر کھالی جاتی ہیں۔ وہ مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہیں اور اُنکا کچھ بھی باقی نہیں بچتا۔ 2004 میں جنوب مشرقی ایشیا میں آنے والا سونامی ایک طرح سے

ایک یاد دہانی تھا کہ کس برق رفتاری سے پانی اور دیگر قدرتی طاقتیں چیزوں کے وجود کے نشانات تک کو ختم کر سکتی ہیں۔ سونامی ریکوری کے لئے اقوام متحدہ کے خاص سفیر کی مہیا کردہ معلومات کے مطابق سونامی سے متاثر ہونے والے قریباً 43,000 افراد کا اب تک کوئی نام و نشان نہیں ملا ہے۔[3]

اگرچہ ایسا ہونا شاذ و نادر ہی کیوں نہ ہو اِس کے باوجود انسانی ہڈیوں کے فوسل کی شکل اختیار کرنے کا امکان ضرور موجود ہے۔ درحقیقت طوفان کے بعد کی رسوبی چٹانوں میں نینڈرتھل (وسط ہجری میں یورپ سے ملنے والے انسانی ڈھانچوں) کی صورت میں انسانی فوسل ملے ہیں۔ تو پھر ہمیں طوفان سے پہلے کی رسوبی چٹانوں میں انسانی فوسل کیوں نہیں ملے؟

اِس لحاظ سے ایک رائے یہ پیش کی جاتی ہے کہ دیگر مخلوقات کے مقابلے میں انسانی آبادی قدرے کم تھی۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اِس کی کچھ تصدیق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

## کیا طوفان نوح سے پہلے انسان تعداد میں کم تھے؟

چونکہ پیدایش 1 باب سے ہمیں خاندان کے مکمل حجم یا آبادی کے بڑھنے کی شرح کے بارے میں مکمل معلومات فراہم نہیں ہوتی، لہذا طوفان نوح سے پہلے انسانی آبادی کے بارے میں ہمارے پاس معلومات بہت کم ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ نوح اپنی نسل میں دسویں پشت سے تھا اور وہ تخلیق کے 1650 سال بعد ہو گزرا ہے۔ پیدایش کی کتاب اِس بات کی بھی نشاندہی کرتی ہے نوح کے نسب نامے میں بچے اپنے والدوں کی عمر کے 65 سے 500 سال تک کے درمیانی عرصہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ (نوح کے تین بیٹے بھی اُسکی عمر کے اِسی حصے میں پیدا ہوئے)۔

دوسرے نسب ناموں میں کتنی پشتوں کا ذکر ہے؟ ہم نہیں جانتے۔ ہم صرف اتنا علم رکھتے ہیں کہ آدم سے نوح تک کے نسب نامے میں لوگ 900 سال تک بھی جیتے رہے ہیں، لیکن ہم مکمل یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بائبل میں مذکور اِن چند لوگوں کے علاوہ بھی سبھی لوگ اتنے عرصے تک زندہ رہتے تھے۔ اُن کے ٹوٹل بچے کتنے پیدا ہوئے تھے؟ ہم یہ بھی نہیں جانتے۔ شرح اموات کیا تھی؟ ہمیں اِس کا بھی پتہ نہیں ہے۔

اتنی کم معلومات کے باوجود اندازے لگائے گئے ہیں کہ لوگوں کی تعداد چند لاکھ سے لیکر 17 بلین تک ہو سکتی ہے۔[4] یہ تخمینے پشتوں کی تعداد اور شرح افزائش کی بنیاد پر لگائے گئے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نوح آدم سے دسویں پشت میں تھا اس لئے یہ اندازے بہت زیادہ یا بلند ہیں۔ یہ بات قابل یقین نہیں کہ طوفان نوح سے پہلے کئی سو ملین لوگ زمین پر موجود تھے۔ اگر حقیقتاً دنیا اتنی بُری تھی کہ خدا نے اُسے طوفان سے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تو پھر لوگ غالباً خطرناک حد تک نافرمان ہو چکے ہونگے اور وہ غالباً خُدا کے اِس حکم کو بھی نہیں مانتے ہونگے جس میں اُس نے اُنہیں کہا تھا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو۔ مزید برآں بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ زمین پر ظلم و تشدد حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ اسلئے شرح اموات بھی غیر معمولی حد تک بڑھ گئی ہوگی۔

اِس بات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ طوفان سے پہلے لوگ چند لاکھ کی تعداد میں ہونگے۔ اگر ہم سادہ طور پر یہ فرض کر لیں کہ طوفان نوح کے وقت زمین پر 200 ملین لوگ موجود تھے تو پھر طوفان کی وجہ سے بننے والی رسوبی چٹانوں میں ہمیں ایک انسانی فوسل ایک مربع میل کے فاصلے پر ملے گا۔

## کیا انسان رسوبی چٹانوں کی کسی انتہائی کثیف تہہ میں جمع ہو گئے تھے جنہیں ابھی تک دریافت نہیں کیا جا سکا؟

آج انسان شہروں، دیہاتوں، قصبوں اور گروہوں میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ طوفان عظیم سے پہلے بھی غالباً اسی طرح اکٹھے رہتے ہوں گے اور وہ تقسیم و منتشر نہیں ہوئے ہونگے۔ طوفانِ نوح سے بہت پہلے پیدایش 4 باب 17 آیت میں زمین پر سب سے پہلے شہر کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ آج انسان ساحلی پٹی کے ساتھ 100 میل یا 160 کلومیٹر کے اندر اندر رہتے ہیں۔ ایک رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ دُنیا کی کل آبادی کا 2 تہائی حصہ — قریباً 3.6 بلین لوگ — ساحلی پٹی کے ساتھ ساتھ رہائش پذیر ہیں یا پھر ساحل سے 150 کلومیٹر کی حدود کے اندر اندر بستے ہیں۔[5]

یہ ایک ٹھوس ثبوت ہے کہ سیلاب سے پہلے کی تہذیبیں غالباً سطح زمین منتشر نہیں ہوئی تھیں۔ اگر انسان واقعی منتشر نہیں ہوئے تھے تو پھر انسانی رہاش گاہیں غالباً ایسی جگہوں پر دفن ہیں جو ابھی تک دریافت ہی نہیں ہوئیں۔

فوسل سازی کا عمل نہ صرف شاذ و نادر وقوع پذیر ہوتا ہے بلکہ فوسلوں کو دریافت کرنا بھی ایک مشکل کام ہے۔ رسوبی چٹانوں کی اُن تہوں کو دیکھتے ہوئے جن پر ہم تحقیق کر چکے ہیں ذرا سوچئے کہ طوفانِ نوح کے نتیجے میں رسوبی چٹانون کی کس قدر زیادہ تہیں بنی ہونگی۔

جان وڈمورپ ( John Woodmorappe ) کے عمیق مطالعہ سے ایک بات ظاہر ہوئی ہے کہ سیلابی رسوب کی چٹانوں کی تہیں تقریباً 168 ملین مربع میل ( $700^3$ کلومیٹر ) تک پھیلی ہوئی ہیں۔[6] جان مورس نے اندازہ لگایا ہے کہ سیلابی رسوب کی چٹانیں 350 ملین مربع میل تک پھیلی ہوئی ہیں[7]۔ بعد میں پیش کیا جانے والا یہ اندازا حقیقت سے کچھ زیادہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ امریکی جغرافیائی سروے کے مطابق سطح زمین پر پانی کا کل حجم اندازاً 332.5 ملین مربع میل ہے۔[8] لیکن پھر بھی ابھی بھی بہت سی رسوبی چٹانیں ہیں جن کو دریافت کرنا باقی ہے۔ لاتعداد رسوبی چٹانوں کا مطالعہ ابھی کرنا باقی ہے اور انسانی فوسلوں کے ابھی تک دریافت نہ ہو پانے کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے۔

**فوسل سازی کا عمل نہ صرف شاذ و نادر وقوع پذیر ہوتا ہے، بلکہ فوسلوں کو دریافت کرنا بھی ایک مشکل کام ہے۔**

پس طوفان سے پہلے موجود انسانوں کے رسوبی چٹانوں میں فوسل نہ ملنے کی دو بڑی وجوہات یہ ہیں کہ اُس وقت آبادی قدرے کم تھی اور رسوبی چٹانیں بہت زیادہ ہیں۔ اِس کی ایک سادہ ترین وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جہاں پر انسان رہائش پذیر رہے ہونگے، اور جہاں پر وہ دفن ہوگئے ہیں شائد وہاں پر ہمیں رسوبی چٹانیں نہیں ملی ہیں۔

## ذرا سوچیں-- کیا آپ ڈائنوساروں کے ساتھ رہنا پسند کریں گے؟

اکثر لوگ یہ مانتے ہیں کہ اگر انسانی ہڈیاں ڈائنوسار کی ہڈیاں کے ساتھ دریافت نہیں ہوئیں تو اِس کا یہ مطلب ہے کہ ڈائنوسار اور انسان ایک ہی دور میں موجود نہیں تھے۔ دراصل ایک بات ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ وہ کم از کم اکٹھے دفن نہیں ہوئے تھے۔ مخلوقات کا ایک ہی دور میں ایک ہی وقت میں زمین پر موجود ہونا ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُنکا اپنی تمام زندگی میں ایک دوسرے سے بالکل بھی سامنا نہ ہو۔ کیا آپ نے کبھی شیر اور پانڈا کو جنگل میں دیکھا ہے؟ اگر ہمیں جانور اکٹھے نظر نہیں آتے تو اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک ہی دنیا میں ایک ہی وقت پر زمین پر موجود نہیں ہیں۔

اِس سلسلے میں کوئیلا کینتھ [ جوف دار ریڑھ والی مچھلی ] ( Coelacanth ) ایک بہت بڑی مثال ہے۔ کوئیلا کینتھ کے فوسل پانی سے بننے والی اُن تہوں میں سے ملے ہیں جو اُن تہوں سے بھی نیچے ہے جن میں ڈائنوسار کے فوسل دریافت ہوئے ہیں[9]۔ ایک زمانہ تھا جب یہ خیال کیا جاتا تھا کہ کوئیلا کینتھ مچھلی 70 ملین سال پہلے ناپید ہوچکی ہے کیونکہ اُس کے فوسل رسوبی چٹانوں کی اوپری تہوں میں کبھی بھی نہیں ملے تھے۔ تاہم بحر ہند میں 1938 میں اِن مچھلیوں کے زندہ جھنڈ دریافت ہوگئے تھے[10]۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئیلا کینتھ مچھلی دوسرے سمندری جانوروں کے ساتھ طوفان نوح کے دوران بالکل ویسے دفن ہوگئی تھی جیسے ہم توقع کرتے ہیں۔ کوئیلا کنتھ کی مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف ماحول سے تعلق رکھنے والے جانوروں کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ایک ہی جگہ پر دفن ہوں۔ ہمیں انسانی ہڈیوں کے ساتھ کوئیلا کنتھ کی ہڈیاں بھی نہیں ملی ہیں جب کہ ہم آج ( ان مچھلیوں کے ساتھ ) اِس دُنیا میں اکٹھے رہتے ہیں اور دنیا کے کچھ حصوں کے لوگ اکثر رات کے کھانے میں اس مچھلی سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں۔

کوئیلا کینتھ مچھلی ہی ایک مثال نہیں ہے بلکہ اِس جیسی اور بھی بہت سی چیزوں کی مثالیں موجود ہیں جو سمندر میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ صنوبر کا ایک خاص درخت جسکا نام وولیمی پائن ( Wollemi Pine ) ہے ایک بڑی مشہور مثال ہے جس کے فوسل جن تہوں سے ملے ہیں اُنہیں جراسک دور کی تہیں کہا جاتا ہے اور ارتقاء کے حامیوں کے مطابق یہ دور 150 ملین سال پہلے کا تھا[11]۔ تاہم آج بھی ہمیں یہ درخت دنیا میں نظر آتے ہیں۔ ایک اور زندہ و جاوید فوسل درخت جنگو ( چین میں پایا جانے ولا ایک زیباشی درخت ) ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ڈائنوسار سے بھی 240 ملین سال پہلے موجود تھا[12]۔ اس درخت کے فوسل ڈائنوساروں کے فوسلوں والی تہوں یا طوفان کے بعد کے انسانوں کی ہڈیوں کے ساتھ نہیں پائے گئے جبکہ یہ آج بھی اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہے۔ زندہ فوسلوں کی یہ فہرست اِسی طرح چلتی جاتی ہے۔ کیونکہ نباتات اور جانور اکٹھے دفن نہیں ہوئے تھے اِس کا یہ قطعاً مطلب نہیں ہے کہ وہ ایک ساتھ اکٹھے نہیں رہتے رہے ہونگے۔

درحقیقت انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ اخذ کرسکتے ہیں کہ غالباً انسان نے اُن علاقوں میں نہ رہنے کا چناؤ کیا ہوگا جہاں پر ڈائنوسار پائے جاتے تھے۔ پس ابھی اصل مسئلہ یہ ہے کہ جن جگہوں پر انسان بستے تھے وہاں کے ماحول کو کیا ہوا؟

## اِس سے کیا نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں؟

اگر انسان اور ڈائنوساروں کی ہڈیاں ایک ہی تہہ میں اکٹھی دریافت ہوجائیں تو یہ تخلیق کے حامیوں اور نظریہ ارتقاء کے حامیوں کے لئے ایک حیران کن دریافت ہوگی۔ وہ لوگ جو تاریخ کو بائبلی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں وہ حیران نہیں ہوں گے بلکہ بہت سے منطقی امکانات کا تصور کریں گے جیسے کہ انسانی گروہ کھیل کے لئے یا خوراک کی تلاش میں ڈائنوساروں کی سرزمین پر آئے ہوں گے، یا انسان اور ڈائنوسار محض اکٹھے نہائے دھوتے ہوئے طوفان کی بدولت اکٹھے دفن ہوگئے ہونگے۔

اس کے برعکس ارتقائی ماہرین کو جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ ارضیاتی تہیں کئی ملین سالوں کی تاریخ کو بیان کرتی ہیں ایک بہت بڑے مسئلے اور چیلنج کا سامنا ہوگا۔ زمین کے قدیم ہونے کے نظریات کے مطابق زمین

پر انسانی وجود کی تاریخ اتنی پرانی نہیں ہے جتنی کہ ڈائنوساروں کے وجود کی تاریخ ہے۔ بہر حال ہم اِس بات کے بارے میں پر یقین ہیں کہ ایسی کوئی دریافت اُن کے ابتدائی مفروضے کو نہیں مٹا پائے گی۔ بلکہ وہ کوئی اور ایسا مفروضہ پیش کر دیں گے جو اُن کے تاریخ کے متعلق پرانے اور پہلے سے فرض کردہ مفروضے سے ہم آہنگ ہو۔ مثال کے طور وہ شاید ایسے امکان کے بارے میں تحقیق کریں جس سے ثابت ہو کہ انسانوں اور ڈائنوساروں کے فوسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوئے اور پھر دوبارہ دفن اکٹھے ہو گئے۔

پس بنیادی طور پر یہ بحث ایسے کسی ثبوت کے بارے میں نہیں ہے ـــــ جس میں ہم ڈائنوساروں اور انسانوں کے فوسل ایک ہی جگہ پر اکٹھے دریافت کر لیں۔ انسانوں اور ڈائنوساروں کو اکٹھے رہتے ہوئے دیکھنے کے لئے کوئی بھی وہاں پر موجود نہیں تھا۔ ہم وقت اور تاریخ کے بارے میں اپنے موجودہ مفروضات اور چٹانوں سے حاصل کردہ محدود فوسلی شواہد کی بناء پر از سرِ نو ایسی تاریخ تشکیل دینے پر مجبور ہیں۔

بائبل پر ایمان رکھنے والے تخلیق کے حامی ہونے کی بدولت ہم اِس چیز کا تقاضا نہیں کرتے کہ انسانوں اور ڈائنوساروں کے فوسل ایک ہی طرح کی تہوں میں اکٹھے دریافت ہوں۔ چاہے وہ فوسل اکٹھے ملتے ہیں یا نہیں اِس سے تاریخ کے متعلق بائبلی نقطہ نظر قطعاً متاثر نہیں ہوتا۔

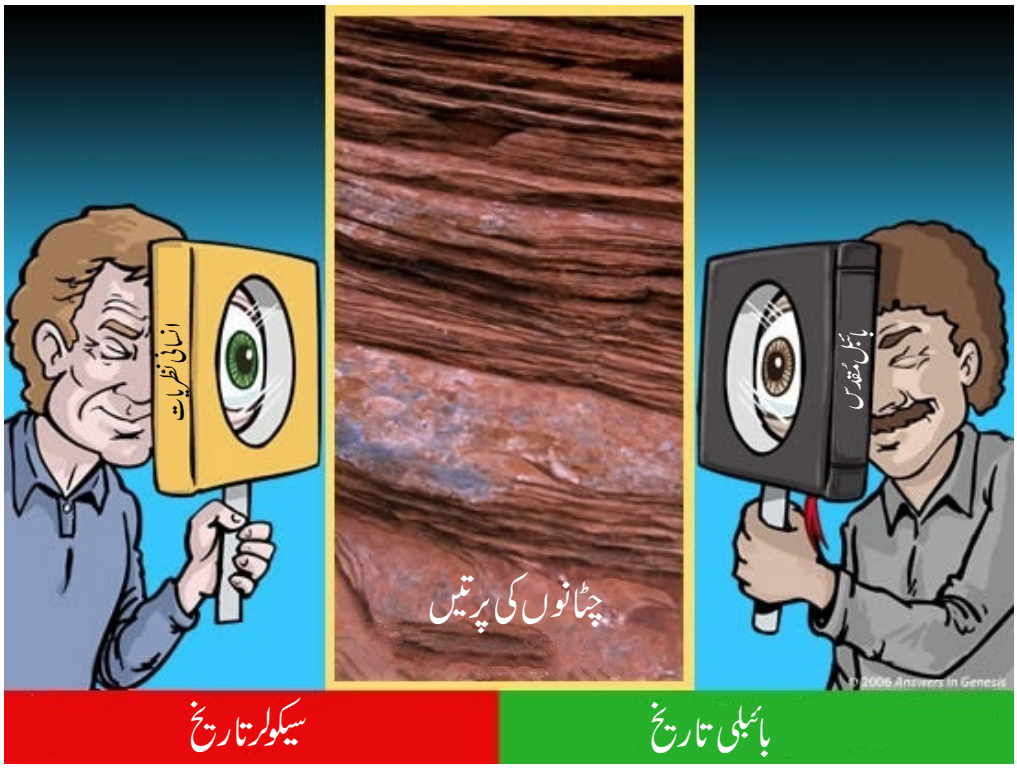


اصل اور بنیادی بحث دراصل تاریخ کے بارے میں معلومات کے سب سے زیادہ قابلِ اعتبار ذرائع سے متعلق ہے۔ اب کیا ہم اس کا آغاز بائبل سے کریں جو خُدا کے مطابق ہر ایک چیز کی تفصیل کے متعلق بشمول اپنی تاریخ کے بالکل سچی ہے، یا پھر ہم نا کامل انسان کے ہمیشہ بدلتے ہوئے نظریات کی بنیاد پر اِس کا آغاز کریں؟ خُدا مسیحیوں کو ایمان پر چلنے کا حکم دیتا ہے، اور ''بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔'' (عبرانیوں 6 باب 11 آیت) لیکن یہ اندھا ایمان نہیں ہے۔ خدا نے تمام کائنات کو بڑے واضح شواہد کے ساتھ معمور کیا ہے جو مسیحی ایمان کے حتمی ہونے اور اُس کے کلام کے سچ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ فوسل ریکارڈ درحقیقت خود سے پاک کلام کی سچائی اور خُدا کے زمین پر بسنے والے، ہوا اور خشکی کے جانوروں، انسانوں اور ہر ایک چیز کو ایک عظیم طوفان کے ذریعے مٹا ڈالنے کے وعدے کی سچائی کا ثبوت ہے۔

# اقتباسات و کتابیات


1. A. Snelling, Where are all the human fossils? Creation 14(1):28–33, December, 1991; J. Morris, The Young Earth, Master Books, Green Forest, Arkansas, 2002, 71.
2. D. Fouts and K. Wise, Blotting out and breaking up: miscellaneous Hebrew studies in geocatastrophism, Proceedings of the Fourth International Conference on Creationism, Creation Science Fellowship, Pittsburgh, 1998, 219.
3. The Human Toll, www.tsunamispecialenvoy.org/country/humantoll.asp.
4. T. Pickett, Population of the Pre-Flood World, www.ldolphin.org/pickett.html; H. Morris, Biblical Cosmology and Modern Science, Baker Book House, Grand Rapids, Michigan, 1970, 77–78; Morris, The Young Earth, 71.
5. D. Hinrichsen, Coasts in Crisis, www.aaas.org/international/ehn/fisheries/hinrichs.htm.
6. J. Woodmorappe, Studies in Flood Geology, Institute for Creation Research, El Cajon, California, 1999, 59. This number actually comes from A.B. Ronov, The earth's sedimentary shell, International Geology Review 24(11):1321–1339, 1982.
7. Morris, The Young Earth, 71.
8. Where is the earth's water located? U.S. Geological Survey, ga.water.usgs.gov/edu/ earthwherewater.html.
9. L. Dicks, The creatures time forgot, New Scientist, 164(2209): 36–39, October 23, 1999.
10. R. Driver, Sea monsters . . . more than a legend? Creation 19(4):38–42, September 1997.
11. www.answersingenesis.org/docs2/4416livingfossil_tree12-25-2000.asp.
12. Www.pbs.org/wgbh/nova/fish/other.html.


©2015 جملہ حقوق بحق Answers in Genesis محفوظ ہیں!